www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فقہ واجتہاد — شیخ سلمان بن فہد العودة
قسط نمبر ۲ — مترجم: محمد اسلم صدیق

اجتہاد کا حق دار کون؟

④ فقہا کے اختلافات کو شریعت سمجھ کر فی نفسہٖ حجت سمجھنا

یہ سوچ نہایت خطرناک ہے اور موجودہ دور میں لوگوں کی اکثریت اس فتنہ کا شکار ہو رہی ہے۔ جاہل اور علم شریعت سے بے بہرہ لوگوں کی اکثریت یہ اعتقاد رکھتی ہے کہ مسائل میں ائمہ کا اختلاف فی نفسہٖ حجت ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی مسئلہ کے متعلق چند اقوال کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ جس قول پر چاہیں، عمل کریں۔ صورتِ حال یہ ہے کہ جس مسئلہ میں دو قول ہوں، ایک تحریم کا اور ایک جواز کا تو لوگ جواز کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ تم نے قولِ حرمت کو چھوڑ کر جواز کا قول کیوں اختیار کیا؟ تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ اس میں اہل علم کے دو قول ہیں، جس پر مرضی عمل کرلو ...... گویا ان کی نظر میں اختلاف فی ذاتہ حجت اور شریعت کا ماخذ ہے!!

چند مخصوص طبقاتِ فکر نے آج پوری اُمت کو اس آزمائش میں مبتلا کردیا ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کو اباحیت پسندی کا درس دے رہے ہیں اور ان کو یہ باور کراتے ہیں کہ محض کسی مسئلہ میں اختلاف کا وجود مسلمان کو یہ جواز مہیا کرتا ہے کہ وہ اپنی رغبت، ہوائے نفس اور مزاج کے مطابق جس قول کو مرضی اختیار کرلے اور بغیر کسی شرعی دلیل کے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف اختلاف کا پایا جانا ہی اباحت کی دلیل ہے۔ یہ لوگ عموماً کہتے ہیں کہ

بھائی ایک اختلافی مسئلہ کے بارے میں لوگوں پر سختی اور تنقید کیوں کرتے ہو؟

اگر کوئی کسی مسئلہ کے متعلق اختلافِ رائے رکھتا ہے تو اس سے جھگڑا کیوں کرتے ہو؟

امام خطابیؒ اور امام شاطبیؒ نے ایسے لوگوں کی باتوں کا سختی سے انکار کیا ہے اور اُنہیں شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اختلاف کی صورت میں یہ لوگ نہ تو قرآن وحدیث کی کسی نص پر اعتماد

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کرتے ہیں اور نہ ہی اس عالم کے خلاف جس کی یہ تقلید کرتے ہیں کوئی بات سننا گوارا کرتے ہیں۔

◉ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ "چونکہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، لہٰذا میں آپ کی بات درخورِ اعتنا نہیں سمجھتا۔" تو اس سے پوچھا جائے کہ پھر تم کس کی بات درخورِ اعتنا سمجھتے ہیں؟ اگر وہ کہتا ہے کہ "وہ اس مسئلہ پر خود تحقیق کرے گا۔ اس مسئلہ کو کتابوں سے تلاش کرے گا۔ آخر جس قول کو کتاب وسنت کے زیادہ قریب پائے گا، اس پر عمل کرے گا۔" تو ہم اس کی یہ بات قبول کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ اپنے اس قول میں متفرد نہ ہو، بلکہ ایسا قول اختیار کرے جسے سلف میں سے بعض نے اختیار کیا ہو اور اس کی نیت (جس سے اللہ خوب واقف ہے) حق کی تلاش ہو، محض ہوائے نفس کی تسکین نہ ہو۔

◉ اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ میں فلاں آدمی کی بات نہیں مانتا۔ جب ہم اس سے یہ پوچھیں: پھر کس کی مانتا ہے؟ وہ ہمیں جواب دے کہ فلاں عالم پر اعتماد کرتا ہوں اور اس مسئلہ میں اس کی پیروی☆ کروں گا تو ہم اس کے اس طرزِ عمل کو تسلیم کرتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، بشرطیکہ وہ عامی آدمی ہو اور اس کا تعلق اہل تحقیق اور طلبہ علم سے نہ ہو۔ جب ایک عامی

☆ فتویٰ دینے کے آداب میں سے یہ ہے کہ مفتی پیش آمدہ مسئلہ کے بارے میں اپنی رائے دینے پر ہی اکتفا نہ کرے اور نہ ہی لوگوں سے یہ توقع رکھے کہ اس کی رائے کی بنا پر ہی اس مسئلہ کو حل کر دیا جائے بلکہ مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی شرعی دلیل بھی پیش کرے، جہاں سے وہ پیش آمدہ مسئلہ میں استنباط کر رہا ہے۔ یہی بات امام ابوحنیفہؒ نے بھی فرمائی ہے کہ "میری دلیل کو جانے بغیر میرے قول پر فتویٰ دینا کسی کو جائز نہیں" کیونکہ ایک اُمتی کیلئے حجت کی حیثیت رکھنے والی چیز صرف کتاب وسنت ہے، اور ایک عالم کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ اسے اس دلیل کی نشاندہی کر دیتا ہے۔ امام شافعی کا قول ہے کہ علماء قطبی ستارہ ہیں، منزل نہیں۔ جس طرح قطبی ستارہ مسافر کو بیت اللہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، خود مطلوب نہیں ہوتا، ایسے ہی عالم دین کتاب وسنت میں موجود دلیل کی نشاندہی کرتا ہے، خود اپنے قول کو شرعی دلیل نہیں قرار دیتا کیونکہ کسی عالم کا بلا دلیل ذاتی موقف کسی اُمتی کیلئے شرعی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ ایسا کرنا اُنہیں قرآن کی رو سے أحبار ورُھبان بنالینا ہے۔

اس مضمون کی گذشتہ قسط (شائع شدہ اپریل ۲۰۰۵ء) میں مقالہ نگار نے اسی لئے کہا تھا کہ اگر سوال پوچھنے والا مفتی سے دلیل کا تقاضا کرکے اس پر مباحثہ بھی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی نکتہ سے تقلید وعدمِ تقلید کا فرق ہوجاتا ہے۔ بلا دلیل کسی کی بات ماننا تقلید ہے اور دلیل شرعی کے ساتھ ماننا تقلید نہیں۔ فتویٰ دینے والے کو یہ آداب ملحوظ رکھنا چاہئیں۔ حسن مدنی

باقی اگلے صفحہ پر

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

آدمی کسی عالم کے علم و دین پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے رخصت وعزیمت، آسانی اور مشکل ہر دو صورتوں میں اس کی پیروی کرتا ہے تو ان شاء اللہ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

لیکن اگر آپ یہ سمجھیں کہ آپ شرعی لحاظ سے اس بات کے مجاز ہیں کہ اپنے مزاج، خواہش اور مرضی کے مطابق جس قول کو چاہیں اختیار کرلیں، محض اس دلیل کی بنیاد پر کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے تو یہ رویہ سراسر غلط ہے، اس طرح اگر دین میں اتنی لچک پیدا ہو جائے کہ اس کو اپنی مرضی کے مطابق جیسے چاہا ڈھال لیا تو آپ ہی بتائیں کہ پھر شریعت کا کیا کردار باقی رہ جائے گا اور کیا مذہب محض اضحوکہ (لطیفہ) اور بازیچہ اطفال بن کر نہ رہ جائے گا؟

ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تنازع اور اختلاف کے وقت کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے، قرآن میں ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء:۵۹)

''پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پھیر دو۔''

اللہ کا حکم یہ نہیں ہے کہ نزاع کی صورت میں ہر کوئی جس بات کو چاہے اختیار کرلے بلکہ حکم یہ ہے کہ ہم اس اختلاف اور نزاع کا رخ اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دیں۔ یعنی اسے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر پیش کریں۔ یہ ہے معیار حق کو جانچنے کا اور کسوٹی حق کو

ایسے ہی بعض مفتی حضرات کا یہ بھی معمول ہے کہ ان سے کسی مسئلہ کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر اور شرعی رہنمائی پوچھی جاتی ہے اور وہ جواب میں یوں کہتے ہیں کہ چونکہ ہم تو فقہ حنفی کے مقلد ہیں، اس لئے ہماری فقہ میں اس کا جواب یوں ہے، جبکہ ایک مجتہد تو کسی فقہ کا مقلد نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود کتاب وسنت سے اجتہاد کرکے اپنے دلائل کی بنا پر اس مسئلہ کا شرعی حل بتائے۔ وہ نہ تو خود اس کی زحمت گوارا کرتا ہے اور نہ ہی سوال کرنے والے کو اسلامی نقطہ نظر پیش کرتا ہے، بلکہ اس کے سوال کے برعکس اسے ایک فقہی رائے کی پابندی اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

یہ پابندی بعض صورتوں میں اس قدر معیوب ہو جاتی ہے جب قرآن وسنت میں تو کسی مسئلہ کے بارے میں واضح دلیل موجود ہو، لیکن متعلقہ فقہ میں اس کی بظاہر مخالفت پائی جائے۔ اس وقت وہ اس فقہ کے امام کے اس قول کو جس میں ان کے اقوال کو بغیر دلائل کے لینے کی ممانعت کی گئی ہے، نظر انداز کرکے ان کی تقلید پر ہی اصرار کرتا جاتا ہے۔ یہ تمام اُمور افراط وتفریط کی قبیل سے ہیں اور مفتی کے منصب افتا کے شایانِ شان نہیں۔

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پرکھنے کی!! اب کون لوگ اس معیار کو قبول کرتے ہیں اور کون اس سے انحراف کرتے ہیں، اس کی صراحت اللہ نے اپنے اس قول میں فرمائی ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ﴾ (النساء:۵۹)

"پھر اگر کسی معاملہ پر تمہارے درمیان جھگڑا ہوجائے تو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف پھیر دو۔"

بتایا کہ اختلاف اور جھگڑا کو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش کرنا یہ معیار ہے ان لوگوں کا جن کا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر غیروں کو اپنا معیار قرار دیتے ہیں، گویا ان کا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہی نہیں ہے۔ اس کی وضاحت ایک دوسری جگہ یوں کی:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ﴾

"اے نبی ﷺ! کیا آپؐ نے دیکھا نہیں اُن لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی ہیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لئے طاغوت کی طرف رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔" (النساء:۶۰)

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُعْرِضُونَ ٭ وَإِنْ يَكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ﴾ (النور:۴۸،۴۹)

"اور جب اُنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ﷺ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان میں سے کچھ اعراض کرتے ہیں اور اگر حق ان کی موافقت میں ہو تو بڑے مطیع ہو کر چلے جاتے ہیں۔"

یعنی اگر کوئی حکم ان کی خواہش نفس کے مطابق ہو اور ان کے دل کو لگے تو اسے فوراً قبول کرلیتے ہیں، وگرنہ انکار کردیتے ہیں اور جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ "یہ اختلافی مسئلہ ہے۔"

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پھر طرہ یہ کہ دوسروں کو تشدد پسندی کا طعنہ دیتے ہیں کہ تم لوگوں پر سختی کرتے ہو۔ وغیرہ

ہم نہ اختلاف کی نفی کرتے ہیں، نہ کسی خاص نقطہ نظر کی تردید ہمارا مقصد ہے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس ضابطہ خداوندی اور قانونِ الٰہی کو نظر انداز نہ کیا جائے جو ہمیں بصورتِ نزاع اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو فیصل بنانے کا پابند کرتا ہے۔ وہ ضابطہ اور قانون یہ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَرُدُّوْهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِه﴾ (النساء:۵۹)

''پس پھیر دو اپنے جھگڑوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف..''

یہ ہے ترازو اور کسوٹی حق و باطل کو جانچنے کی۔ رہا ہوائے نفس کا ترازو تو شریعت ہرگز اس کو معیار بنانے کی اجازت نہیں دیتی، کیونکہ شریعت کا مقصد تو لوگوں کو خواہش نفسانی کی آہنی زنجیروں سے نکال کر شریعتِ الٰہی کا فرمانبردار بنانا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ * إِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا﴾ (الجاثیہ:۱۸)

''پھر ہم نے آپ کے لئے دین کا طریقہ مقرر کیا۔ آپ بس اسی کی اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے۔ یہ لوگ اللہ کے مقابلے میں آپ کے کچھ کام نہ آسکیں گے۔'' ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ﴾ (المائدۃ:۴۹)

''اے محمدؐ! تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔''

کیونکہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے، وہ اور ہے اور ان کی خواہشات کا تقاضا کچھ اور ہے۔ آپ ﷺ سے یہ مطالبہ ہے کہ آپؐ اللہ کے احکامات کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کی طرف دھیان نہ دیں۔ ایک عامی آدمی جب کسی عالم کے پاس فتویٰ پوچھنے کی غرض سے آتا ہے تو اس وقت وہ خوب جانتا ہے کہ اس کا دل کیا چاہتا ہے؟ اسے اپنے دل کی بات کسی سے پوچھنے کی بھلا کیا ضرورت؟ وہ تو اس لئے آیا ہے کہ عالم دین سے اس مسئلہ کا حل اور ربّ العالمین اور سید المرسلینؐ کا فیصلہ دریافت کرے، نہ کہ اس لئے کہ اپنی ذاتی خواہش اور دل کی بات پوچھے۔ اب اگر مفتی صاحب اسے جواب دیں کہ اس مسئلہ میں دو قول ہیں: جو

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مرضی اختیار کرلے۔ تو کون عقلمند ہے جو مفتی کے اس طرزِ عمل کو درست قرار دے گا؟ وہ تو آیا تھا اپنے ربّ اور پیغمبر ﷺ کا فیصلہ دریافت کرنے، نہ کہ اپنی خواہش نفس کی تسکین کرنے، لیکن مفتی صاحب نے اسے اسی دلدل میں دھکیل دیا جس سے وہ بچنا چاہتا تھا۔

یہ طرزِ عمل جسے بعض نام نہاد علما نے اختیار کررکھا ہے، نہایت سنگین اور خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ یہ طرزِ عمل جن مراحل کا نقطہ آغاز ثابت ہوگا، اگر ہم ان کو بھی ایک نظر دیکھ لیں تو صورت حال کی سنگینی صاف نظر آنے لگے گی۔ اب وہ مراحل بالترتیب ملاحظہ فرمائیے:

پہلا مرحلہ

لوگ اختلاف کو شریعت کی حدود و قیود سے نکلنے کا ذریعہ بنالیں گے۔ کسی کو مسئلہ بتائیں گے تو وہ یہی کہے گا کہ ''اس میں اختلاف ہے۔'' اور قدیم کتب جن میں ہر مسئلہ کے متعلق شاذ، ضعیف بلکہ متروک اقوال تک مل سکتے ہیں، کوئی بھی اُنہیں ان پر عمل کرنے سے نہیں روک سکے گا۔ اگر ہم چند متروک اقوال کا ذکر کریں جنہیں فقہا نے بیان کیا ہے تو یقیناً قاری کو تعجب ہوگا۔ میں بطورِ مثال ایک قول کا ذکر کرنا چاہوں گا: ایک روز دورانِ مطالعہ متقدمین میں سے ایک صاحب کا قول میری نظر سے گزرا۔ لکھا تھا کہ

> ''اگر آدمی کے ذمہ کسی کا قرض ہو اور اس کا ادا کرنا اس کے بس میں نہ ہو تو وہ اپنے آپ کو قرض خواہ کے سامنے بطورِ غلام کے پیش کرنا چاہے کہ وہ قرض کے بدلے میں اسے غلام بنا لے تو یہ جائز ہوگا۔''

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا کسی اور نے اس قول کی اتباع کی ہے؟ کیا اس پر قرآن وسنت کی کوئی دلیل موجود ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ قول شرعی اُصولوں اور اُمت کے قطعی اور صریح اجماع کے خلاف ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو اس قسم کے اقوال ملیں گے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے اقوال کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی بلکہ ویسے ہی کوئی قول کسی کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے یا اس سے غلط معنی سمجھ لیا جاتا ہے!!

اگر ہم اس قسم کے ضعیف، شاذ اور مرجوح اقوال جمع کرنے بیٹھ جائیں تو ہرگز ہم اُنہیں ختم نہیں کرسکتے۔ لیکن یہ اندیشہ ہے کہ ہم ان اختلافات کو جمع کرتے کرتے کہیں خود شریعت کی

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حدود و قیود سے نہ نکل جائیں۔ ان لوگوں کے طرزِ عمل کا پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ بس ان اقوال کو ماننا ہے جن پر علما کا اجماع اور اتفاق ہو چکا ہے۔ رہے اختلافی مسائل تو ان میں ہر کسی کو اختیار ہے کہ وہ جس قول کو چاہے اپنا لے۔ جونہی یہ مرحلہ پایۂ تکمیل کو پہنچتا ہے، بلکہ اس سے قبل ہی یہ لوگ دوسرے مرحلے کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ

دوسرا مرحلہ کیا ہے؟ یہی لوگ کل جو کہتے تھے کہ ہم بس اجماعی مسائل کو مانتے ہیں۔ اب دوسرے ہی مرحلہ میں کہہ رہے ہیں کہ اجماع فی نفسہٖ مختلف فیہ ہے، لہٰذا ہم اس کو بھی نہیں مانتے۔ پھر یہاں کچھ علما ایسے بھی ہیں جو اجماع کو حجت نہیں مانتے۔ وہ صرف ایک خاص قسم کے اجماع کو حجت قرار دیتے ہیں۔ علماے ظاہر کا یہی مذہب ہے، بلکہ بعض متاخرین اُصولی تو مطلقاً اجماع کو حجت نہیں مانتے، حالانکہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔

اگر آپ ان سے پوچھیں: یہ تضاد بیانی اور بوقلمونی کیوں؟ کیا کل تم اجماع کی طرف نہیں بلاتے تھے اور آج اس کا انکار کر رہے ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں بات تو درست ہے لیکن کیا کریں، اجماع بھی تو مختلف فیہ ہے، لہٰذا اب ہمیں اختیار ہے کہ ہم ان تمام اقوال میں سے کسی کو بھی قبول نہ کریں۔ چونکہ اجماع بذاتِ خود مختلف فیہ ہے، لہٰذا ہم مجبور ہیں کہ جو چاہیں اختیار کریں اور اجماع کو بھی چھوڑ دیں۔

اس ثانی الذکر طرزِ عمل کے وجود کا امکان ردّ نہیں کیا جاسکتا۔ خصوصاً جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ لوگوں کی اکثریت سلف صالحین اور آج کے جدید علما کے مابین کوئی تفریق نہیں کرتی۔ آج اگر کوئی جدید عالم اجماعِ سلف کی خلاف ورزی کرتا ہے تو یہ لوگ اس عالم کی رائے پر اجماع کو توڑ دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بعض متاخرین علما جیسے شیخ محمد رشید رضا اور محمود شلتوت وغیرہ کی آرا کو اجماع کے خلاف حجت سمجھتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ معاصرین علما میں بعض یکتاے روزگار بھی ہیں جن کی آرا پختہ ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر محمد رشید رضا ہیں، لیکن ان کے ہاں ایسی آرا کی بھی کمی نہیں کہ قرآن و سنت ان کا ساتھ نہیں دیتے۔ یہاں ان لوگوں کا جائزہ لینا مقصود نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عوام الناس علماے سلف، جن کے دور میں اجماع منعقد ہوا اور جدید علما جو بعض اوقات ایسی رائے کا اظہار کردیتے ہیں جو اجماع سے متناقض ہوتی ہے، کے مابین کوئی فرق نہیں کرتے۔

میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ایک نام نہاد جدید مفکر نے فتح المُنعم کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں اس نے صحیح مسلم میں موجود بعض مسائل پر بحث کی ہے۔ وہ داڑھی کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''مشرقی ممالک میں داڑھی منڈوانے کا عام رواج ہے، حتیٰ کہ دین دار لوگ بھی لوگوں کی تضحیک کے خوف سے غیروں کی تقلید کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ ان کے عرف میں داڑھی منڈوانے کا عام رواج ہے۔ میں نے اس سلسلے میں انتہائی تحقیق کی ہے تاکہ داڑھی منڈوانے کا جواز تلاش کرسکوں تاکہ بعض افاضل کے لئے اس حرام کام کو کرنے کی گنجائش نکل آئے جس کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔''

ملاحظہ فرمائیے اور بتایئے کہ تضاد کا یہ رویہ اگر منافقت نہیں تو پھر منافقت کس بلا کا نام ہے؟ ایک طرف تو وہ کہتا ہے کہ داڑھی منڈانا بالاتفاق حرام ہے۔ دوسری طرف وہ کہتا ہے کہ میں نے انتہائی تحقیق کی تاکہ داڑھی منڈانے کا جواز تلاش کروں اور جنہوں نے لوگوں کے ڈر سے اپنی داڑھیوں کو منڈا لیا ہے، انہیں دستاویز مہیا کردوں جو ان کے اس عمل کو جائز ثابت کرے۔

اب صرف عقیدہ کے مسائل باقی رہ گئے ہیں، کوئی بعید نہیں کہ یہ لوگ ان مسائل میں بھی مرجئہ، جہمیہ، قدریہ، خوارج اور معتزلہ جیسے گمراہ فرقوں کے اختلاف کو داخل کرکے اُنہیں ماننے سے انکار کردیں۔ اگر ایسا ہوا تو یقیناً دین محض بازیچہ اطفال اور گورکھ دھندا بن کر رہ جائے گا اور بس وہی چیز باقی رہ جائے گی جس کو بعض لوگ دین کی روح سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان سے پوچھئے کہ دین کی روح سے تمہاری مراد کیا ہے اور کہاں ہے وجود اس روح کا؟

ان لوگوں کی بھی عجب شان ہے۔ بعض نے تو عقل وشعور اور اُصول پسندی کو بالکل خیرباد کہہ دیا ہے۔ اگر ان سے کوئی کہے کہ میری رائے میں فلاں کام حرام ہے تو یہ جھٹ کہیں گے کہ دیکھو یہ لوگوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ واہ سبحان اللہ!

اس نے تو اتنا کہا کہ ''میرے خیال میں فلاں کام حرام ہے'' اور تم کہتے ہو کہ '' وہ اس مسئلہ

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کو اسلام کا رکن اور مخالفین کو کافر اور دین سے خارج سمجھتا ہے۔'' آخر تم نے یہ مطلب کہاں سے نکال لیا؟ کیا ایسی بات کہتے ہوئے تمہیں خدا کا خوف نہیں آتا؟ کیا لوگوں کے سامنے تمہیں اپنی رسوائی کا بھی ڈر نہیں ہے کہ تم دوسروں کی طرف ایسی بات منسوب کرتے ہو، جو اُنہوں نے نہیں کہی۔ پھر تمہارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں جس سے تم اپنی بات کو سچ ثابت کرسکو۔

حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام کو حرام کہتا ہے تو اس کے مرتکب کو کافر تو درکنار بسا اوقات اس کو فاسق بھی نہیں سمجھا جاسکتا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس نے یہ کام کسی تاویل کی بنیاد پر کیا ہو۔ ممکن ہے ایک کام آپ کے نزدیک حرام ہو۔ لیکن کسی کے نزدیک وہ کام کسی دلیل شرعی کی بنیاد پر حلال بھی ہوسکتا ہے تو اس صورت اس کام کا مرتکب کافر تو دور کی بات، گناہگار بھی نہیں ہوگا۔ پھر تم کسی کو یہ طعنہ کیوں دیتے ہو کہ وہ لوگوں کو کافر سمجھتا ہے اور اپنی رائے سے اختلاف کرنے والے کو دین سے خارج قرار دیتا ہے؟

آپ کو یہ چاہیے کہ آپ اس سے پوچھیں، وضاحت طلب کریں کہ بھائی حرام سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر آپ ایسے نہیں کرتے تو پھر بتایئے شرعی اور بامقصد بات چیت اور بحث مباحثہ کا کیا مطلب؟ کہاں گیا وہ طریقہ بحث ونزاع جسے قرآن 'احسن' کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے؟ آزادانہ ماحول میں گفتگو کا وہ اُسلوب کہاں رہا جس کا ہم اکثر چرچا کرتے ہیں؟ اگر آپ ان سے کہیں کہ'' اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے یوں فرمایا ہے تو ان کا جواب ہوگا:

'' کیا آپ فلاں، فلاں سے زیادہ بڑے عالم ہیں، جو ان کی مخالفت کررہے ہیں؟ اگر ان سے کہو کہ اس مسئلہ کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے اور فلاں اور فلاں نے یہ کہا ہے تو گرگٹ کی طرح فوراً رنگ بدل لیں گے اور کہیں گے کہ تم تو جامد مقلدین میں سے ہو، صرف اقوال پر جمود اختیار کرلیا ہے اور ان پر لوگوں سے جھگڑا کرتے ہو۔'' دیکھا کتنا بڑا تضاد اور تناقض ہے ہماری باتوں اور قول وعمل میں، لیکن اس کے باوجود اس رسواکن رویہ پر ہمیں کبھی شرم محسوس نہیں ہوتی کہ جب ہم ایک طرف علما اور ائمہ کرام کی تعظیم کے نام پر ان کے اقوال کے پیچھے ہانپتے پھرتے ہیں اور اپنے مخالفین کو کفر وارتداد کے زہر آلود تیروں سے چھلنی کرتے ہیں تو

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دوسری طرف ہم آزادئ فکر اور اجتہاد کے نام پر اِنہی اقوال کو ردّ کر دیتے ہیں اور انہیں پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دیتے۔

یہ کیا ہے؟ کبھی منہ اُٹھائے مشرق کی طرف چل پڑے تو کبھی مغرب کی طرف۔ کبھی آزادانہ ماحول میں کھلے بندوں گفتگو کی دعوت دیتے ہیں، لیکن کبھی تقلید کے حصار سے نکلنا بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔ آخر کب تک ہم اس بے اعتدالی ، بدنظمی اور اُلجھاؤ کی کیفیت سے دوچار رہیں گے؟

⑤ دین میں رخصتیں تلاش کرنا

اللہ کے متعلق بغیر علم کے بات کرنے کی پانچویں صورت، دین میں رخصتیں تلاش کرنا ہے۔ رخصت سے میری مراد وہ رخصت نہیں جس کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے۔ جس طرح کہ مریض اور مسافر کے لئے روزہ کی رخصت ہے اور مسافر کے لئے نمازِ قصر کی رخصت ہے۔ ان رخصتوں پر عمل کرنے کو تو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے:

إن الله يحب أن تؤتیٰ رخصه كما يحب أن تو تیٰ عزائمه

''اللہ تعالیٰ عزیمت پر عمل کرنے کو ایسے ہی پسند کرتا ہے جس طرح کہ وہ رخصت پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے۔'' (صحیح ابن حبان: ۳۳۳/۸، المعجم الکبیر: ۳۲۳/۱۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۷۸)

''(اے ایمان والو)! اللہ نے تمہیں برگزیدگی کے لئے چن لیا ہے اور تمہارے لئے دین میں کسی طرح کی تنگی نہیں رکھی۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة: ۱۸۵)

''اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا۔''

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

«يسّروا ولا تُعسّروا» (صحیح مسلم:۱۷۳۲)

''آسانی کرو* دین میں تنگی پیدا نہ کرو۔''

کسی طرح کی تنگی اور رکاوٹ اس دین میں نہیں ہے۔ یہ دین سب سے زیادہ سہل، سب سے زیادہ سبک اور سب سے زیادہ فکروعمل کی وسعت رکھنے والا ہے۔ پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

«بعثت بالحنفية السمحة» (مسند احمد)

''مجھے سیدھا، آسان اور نرم دین دے کر بھیجا گیا ہے۔''

اسلام ایک ایسا جامع اور عالمگیر مذہب ہے جو ہر دور میں گردوپیش کے تمام حالات اور جدید تقاضوں سے نپٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام حالاتِ زمانہ کا پابند اور اس کے تابع ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسلام دورِ جدید کے تمام تقاضوں کو پورا کرسکتا ہے اور ہر دور میں، ہر قسم کے حالات میں راہنمائی کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ شریعت کے جملہ احکام میں انسان کی فطرت، اس کے مزاج اور جبلت وطبیعت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ انسان چونکہ ضعیف پیدا کیا گیا ہے، اس لئے ہر جگہ احکامِ شریعت میں ہمیں نرمی، آسانی اور سہولت نظر آئے گی۔ حرمت کے بارے میں کسی عالم کا سختی کرنا اس کے وسعتِ علم کی دلیل نہیں ہے بلکہ حقیقی عالم وہ ہے جو دوسروں کی نسبت آسانی کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ چنانچہ سفیان ثوریؒ کا قول ہے:

إنما العلم أن تسمع بالرخصة من ثقة، أما التشديد فيُحسنه كل واحد

''ہمارے نزدیک ایک ثقہ عالم کا رخصت کا فتویٰ دینا اس کے علم کی دلیل ہے جہاں تک سخت فتویٰ کی بات ہے تو اسے ہر کوئی پسند کرتا ہے۔'' (التمهيد از ابن عبدالبر: ۸/۱۴۷)

بات ہورہی تھی کہ دین اسلام سراپا آسانی ہے۔ یہ دین لوگوں کے لئے رخصت اور آسانی چاہتا ہے، اُنہیں مشکل میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رخصت دینے کا مجاز کون ہوگا؟ کیا ہر شخص رخصت دینے کا روادار ہوسکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، رخصت دینے کا مجاز وہی شخص ہوگا جو ثقہ اور پختہ کار عالم ہے۔ جو جانتا ہے رخصت کا محل کیا ہے اور عزیمت کا کون سا، کہاں آسانی کو روا رکھا جائے گا اور کہاں سختی اور تنگی کو؟

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہر معاملہ میں سختی کرنا اور ہر چیز کو حرام قرار دینا، سفیان ثوریؒ کے بقول اس کو ہر ایک اچھا سمجھتا ہے، حالانکہ یہ کوئی درست آئند بات نہیں اور نہ ہی منہج سلیم کا یہ تقاضا ہے کہ ہم ہر جدید چیز کے آگے کھڑے ہو جائیں اور اسے حرام اور ممنوع قرار دیں۔ حقیقی عالم وہ ہے جو ان تمام اشیا کو بنظر غائر دیکھتا ہے، ان کی جزئیات کا جائزہ لیتا ہے پھر وہ اپنی علمی بصیرت سے یہ جان لیتا ہے کہ کس چیز کو قبول کرنا ہے اور کس کو رد کرنا ہے؟ چنانچہ جو چیز شریعت کے ان دائمی اور ناقابل تغیر اُصول وضوابط کے تحت قابل قبول ہوتی ہے، اسے قبول کرتا ہے اور جو قابل ردّ ہو اسے ردّ کر دیتا ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے اِس اُمت کے متعدد علما کو اس فکرِ سلیم کے وافر حصہ سے نوازا ہے۔ میں یہ بات پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ دین اسلام نہایت آسان، نرم اور سہل ہے۔ اس وقت میں تفصیل سے اس موضوع پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں متعدد کانفرنسوں اور پمفلٹوں میں تفصیل سے اس موضوع پر گفتگو کر چکا ہوں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ دین اسلام میں آسانی اور رخصت کے مسئلہ کو نہایت مضبوط اور مستحکم طور پر بیان کر دوں۔

یہ دین اسلام کے سہل ہونے کی دلیل ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حرام کی طرف کھلنے والے ایک دروازہ کو بند کیا ہے تو ساتھ ہی حلال کی طرف ایک راستہ کھول دیا ہے۔ نبی ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ اگر آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ ﷺ اس کی حرمت بیان کرتے اور ساتھ اس کا متبادل اور جائز راستہ بھی بتا دیتے۔ مثال کے طور بخاری ومسلم کی صحیح حدیث ہے کہ آپ ﷺ کے پاس خیبر سے (خراج کی) عمدہ کھجور لائی گئی تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟ جس پر ایک صحابی نے کہا: نہیں یارسول اللہ ﷺ! ہم ردّی کھجوروں کے دو یا تین صاع کے عوض عمدہ کھجوروں کا ایک صاع حاصل کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس! یہ تو سراسر سود ہے۔ مت کرو ایسے، بلکہ پہلے ردّی کھجوروں کو روپیوں کے عوض بیچو اور پھر روپیوں سے عمدہ کھجور خرید لو۔''

دیکھیے! اگر رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کو حرام ٹھہرایا ہے تو ساتھ ہی اس کا متبادل بھی بتا دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں اقتصادی، انتظامی، سیاسی، علم النفس غرض ہر میدان

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں ایسے ماہرین علما کی شدید ضرورت ہے جو اِن علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ علومِ شرعیہ سے بہرہ مند ہوں تاکہ وہ تمام جدید مسائل کو شریعت کے آئینہ میں دیکھ کر صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ نیز شریعت کا عالم ان علوم کے ماہرین سے بھی تعاون حاصل کرسکتا ہے۔ اس طرح اس کے لئے کسی امر کے متعلق صحیح رائے قائم کرکے درست نتیجہ تک پہنچنا نہایت آسان ہوجائے گا۔ الحمدللہ یہاں ایسے علمی اور تحقیقی ادارے کام کررہے ہیں جو لمبا عرصہ سے اس میدان میں سرگرم ہیں، مثلاً هيئة كبار العلماء اور مجمع الفقهي اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی بہت سے تحقیقی ادارے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ تو ابتدا ہے، کبھی وقت آئے گا کہ یہ ادارے ان شاء اللہ اس میدان میں زبردست کردار ادا کریں گے۔

بہرحال ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ ادارے اس وقت تک اپنا کام جاری رکھیں گے جب تک کہ امت کی تمام مشکلات کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں حل نہ ہوجائیں۔

میں نے کہا کہ ہمیں لوگوں پر سختی نہیں کرنی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس وقت تک اُنہیں کسی خاص مسلک کا پابند نہ کریں، جب تک کہ دلیل دوسرے مسلک کے پاس ہو۔ لیکن ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ فلاں مسلک چھوڑ کر فلاں کو اختیار کرلو کیونکہ وہ زیادہ سہل اور زیادہ آسان ہے کہ ہم کسی شخص کو ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل کردیں، صرف اس بنیاد پر کہ دوسرا مذہب زیادہ آسان ہے حالانکہ کوئی ایسی شرعی دلیل نہیں ہے جو پہلے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کرنے پر دلالت کرے۔☆

ایک مرتبہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پاس مالِ وقف ہے۔ یوں سمجھئے کہ آپ ایک لاکھ ریال لیں اور اسے وقف بنالیں۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ کس بنیاد پر تم نے مال کو وقف بنالیا ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تحقیق کی تو ہم نے پایا کہ امام احمدؒ کے

☆ شریعت نے امتِ مسلمہ کے کسی بھی فرد کو کسی خاص مسلک یا کسی خاص عالم دین کے فتوے کا پابند نہیں بنایا بلکہ وہ کتاب وسنت کی نصوص پر عمل کرنے کا پابند ہے، لہٰذا اگر وہ کسی مسئلہ میں قرآن وحدیث کی دلیل کی بنا پر یا مذہب اور مسلک کی پابندی سے آزاد کسی بڑے عالم دین کا فتویٰ حاصل کرلینے کے بعد کسی خاص مسلک یا کسی خاص عالم دین کی رائے چھوڑ دیتا ہے تو شرعی طور پر اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کا یہ اختیار حق کے وصول کیلئے ہے، نہ کہ رخصتیں تلاش کرکے اپنے برے مقاصد کی تکمیل اس کے پیشِ نظر ہے۔ (مولانا شفیق مدنی)

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مذہب میں وقف کرنے کا جواز ہے تو ہم نے مال کو وقف کر دیا۔ تو یہاں ہم ان سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا تم نے امام احمدؒ کی رائے کو دیکھنے کے بعد دوسری آرا کے بارے میں بھی تحقیق کی؟ کیا تم نے ان کے دلائل پر غور بھی کیا، یہاں تک کہ تمہیں یہ یقین ہوگیا کہ امام احمدؒ کی رائے واقعی حق ہے؟ اگر تو معاملہ ایسے ہی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں لیکن اگر تم نے محض اس بنا پر اس رائے کو اختیار کرلیا کہ ایک عالم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے تو کسی بھی شرعی حکم کو اختیار کرنے کے لئے اس منہج اور طریقہ کار کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یہ تو تھی بحث ان رخصتوں کی جن کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے، لیکن یہاں رخصتوں کی ایک اور قسم بھی ہے جنہیں آپ 'فقہا کی رخصتیں' کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ہر مسلک میں آپ کو اس قسم کی رخصتیں اور آسانیاں مل جائیں گی۔ مثال کے طور پر ایک مسلک میں ایک کام حلال ہے اور دوسرا حرام۔ تو جو حلال ہے، اسے اس مسلک میں رخصت تصور کیا جائے گا۔ لیکن بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ایک مسلک ایک مسئلہ کو حرام قرار دیتا ہے اور دوسرا مسلک اسی مسئلہ کو مباح قرار دیتا ہے۔ چنانچہ بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ ایک مذہب کو پکڑا اور اس میں جتنی بھی رخصتیں، یعنی حلال اُمور ہیں اُنہیں اختیار کر لیتے ہیں اور جتنے بھی حرام اُمور ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر دوسرے مذہب کو پکڑا، اس میں سے بھی حلال کام لے لئے اور حرام کو چھوڑ دیا۔

یقیناً یہ طرزِ عمل نہایت ہی خطرناک فتنوں کا نقطہ آغاز ثابت ہوگا۔ گویا اس طرح ایسی آرا کا ایک پلندہ تیار ہو جائے گا جن کے پیچھے نہ کوئی ضابطہ ہے نہ قانون۔ وہ صرف رخصتیں ہیں جن میں نہ نفس پر کوئی مشقت ہے نہ جسم کو کوئی تکلیف اور یہی چیز انسانی طبیعت کا تقاضا ہے، خصوصاً ان سست اور ہڈ حرام لوگوں کے لئے جو نہ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کا تابع کرنا پسند کرتے ہیں۔ بلکہ خوفِ خدا سے عاری بعض لوگ اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ وہ ایسی تصانیف لکھ رہے ہیں جو صرف بعض علما کی پیدا کردہ رخصتوں پر مشتمل ہیں۔ یہ لوگ عوام الناس میں ان کتابوں کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں تا کہ وہ شرعی اُمور میں تساہل کا شکار ہو جائیں۔

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس بارے میں مجھے وہ واقعہ بڑا اچھا لگا جسے امام بیہقی وغیرہ نے اسماعیل القاضی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ

''میں ایک دفعہ معتضد کے پاس حاضر ہوا جو بنو عباس کا ایک فرمانروا گزرا ہے، تو انہوں نے ایک کتاب میری طرف بڑھائی۔ میں نے دیکھا کہ اس میں علما کی لغزشوں اور تفردات کو بمع ان کے دلائل کے جمع کیا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ اس کتاب کا مصنف کوئی زندیق ہوسکتا ہے۔ خلیفہ نے پوچھا: یہ کیوں؟ تو میں نے جواب دیا: یہ تمام باتیں صحیح نہیں ہیں، جس نے متعہ کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، اس نے نشہ اور غنا کو جائز قرار نہیں دیا۔ اور پھر کون عالم ہے جس سے کوئی لغزش سرزد نہ ہوئی ہو؟ اور جس نے علما کی لغزشوں کو جمع کیا اور پھر انہیں اختیار کرلیا، اس کا دین چلا گیا۔ یہ سن کر خلیفہ معتضد نے اس کتاب کو جلانے کا حکم دے دیا۔''

(سیر اعلام النبلاء: ۱۳/۴۶۵)

یہ واقعہ سن کر مجھے ایک دوست نے کہا:

''جہاں تک میں سمجھتا ہوں، ہم اس قبیل کی کتابوں کو جلانے کے لئے معتضد کی آگ کے محتاج نہیں ہیں اور ایسا کرنا ضروری بھی نہیں ہے۔ ہمیں صرف اُمت کے رسا ذہنوں اور مضبوط فہم وشعور کی ضرورت ہے جو ایسی آگ ہے کہ اس سے تمام کا تمام باطل جل کر راکھ ہوجائے گا اور اللہ کے حکم سے ان شاء اللہ صرف کلامِ حق باقی رہے گا۔''

قصہ مختصر یہ کہ اہل علم نے ایسی رخصتیں تلاش کرنے والے شخص کے بارے میں سخت وعید سنائی ہے۔ چنانچہ سلیمان تیمی فرماتے ہیں:

''اگر تو نے ہر عالم کی رخصت کو اختیار کرلیا تو سمجھ لو کہ تمام تر شر تجھ میں جمع ہوگئی۔''

ابن عبد البرؒ علما کی رخصتیں تلاش کرنے کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جہاں تک میں جانتا ہوں، اس کی حرمت کے بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(الموافقات: ۴/۱۳۴)

ابن حزمؒ، امام باجیؒ، ابن صلاحؒ اور ان کے علاوہ دیگر علما بھی یہی فرماتے ہیں۔ (الموافقات: ۴/۱۴۷، حاشیہ) بلکہ انہوں نے علما کا اجماع نقل کیا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ علما کی رخصتیں تلاش کرے اور اس قسم کے اقوال جمع کرے کہ فلاں نے

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کہا: ''یہ جائز ہے'' — فلاں نے کہا: ''یہ مباح ہے'' اور فلاں کہتا ہے کہ ''یہ کام حرمت کی حد کو نہیں پہنچتا، کم از کم کراہت کے زمرہ میں آتا ہے۔'' چنانچہ چار ائمہ ابن عبدالبرؒ، ابن حزمؒ، امام باجیؒ اور ابن صلاحؒ نے یہ شہادت دی ہے کہ علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس طریقہ سے رخصتوں کو تلاش کرنا حرام ہے۔

امام اہل شام الاوزاعیؒ فرماتے ہیں:

''جس نے علما کے تفردات اور شذوذات کو اختیار کیا وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔''

(الموافقات: ۱۴۴/۴، حاشیہ)

امام اوزاعیؒ مزید فرماتے ہیں کہ

''ہم اہل عراق کے پانچ اقوال کو قبول نہیں کرتے۔ اسی طرح اہل مکہ کے پانچ اقوال کو قبول نہیں کرتے۔''

اور اس کے بعد اہل عراق اور اہل مکہ کے ان اقوال کا تذکرہ کیا ہے۔

بلکہ امام احمدؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ

''جس شخص نے نبیذ کے بارے میں اہل کوفہ کے قول پر عمل کیا (اہل کوفہ سے اہل عراق احناف مراد ہیں جو نبیذ کے متعلق رخصت دیتے ہیں) اور سماع کے متعلق اہل مدینہ کے قول پر عمل کیا (کیونکہ بعض اہل مدینہ اس کی رخصت دیتے ہیں) اور متعہ کے بارے میں اہل مکہ کے قول پر عمل کیا تو ایسا شخص فاسق ہے۔''

دیکھئے: اس شخص نے علما کے اقوال سے باہر کوئی بات نہیں کہی، اس کے باوجود امام احمدؒ ایسے شخص کو فاسق قرار دے رہے ہیں۔ امام اوزاعیؒ نے امام احمدؒ سے بھی سخت بات کہی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''ایسا شخص کافر ہے، باوجودیکہ وہ علما کے اقوال پر ہی عمل پیرا ہے۔''

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

''یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو دین وتقویٰ سے بالکل عاری ہیں۔ انہیں ہمیشہ ان اقوال کی تلاش رہتی ہے جو ان کی ہوائے نفس کے مطابق ہوں۔ وہ ہر عالم کی رخصت کو لے لیتے ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ قرآن وسنت کی نص کیا تقاضا کرتی ہے اور آیا یہ رخصت قرآن وسنت کے مطابق بھی ہے یا نہیں۔'' (الموافقات: ۱۴۷/۴)

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ایسی رخصتوں کی جستجو سے پیدا ہونے والے مضر اثرات

① دین کی توہین: اگر صرف علما کی رخصتوں کو لے لیا جائے تو دین محض ایک مذاق بن کر رہ جائے گا، جیسا کہ امام شاطبیؒ نے اس موضوع پر بڑی عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے، لکھتے ہیں:

''اس صورت میں دین ایک ایسا سیال مادّہ بن کر رہ جائے گا جس میں ذرا بھی انضباط اور ٹھہراؤ نہ ہو۔ یعنی وہ کوئی ایسی چیز نہیں رہے گا جس کی طرف رجوع کرنا اور اسے فیصل بنانا ممکن ہوسکے۔''

② قرآن وسنت سے سرمو انحراف: رخصتوں کو تلاش کرکے انہیں کارگاہِ عمل میں لانے کا لازمی نتیجہ کتاب وسنت سے انحراف کی صورت میں نکلے گا، حالانکہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں سے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کا مطالبہ کریں نہ کہ فلاں، فلاں اور فلاں کے قول کی طرف اور یہ ایسا حکم ہے، جس کو قبول کرنا ہر مسلمان کیلئے واجب ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء:٦٥)

''اے محمدؐ، تمہارے ربّ کی قسم! یہ لوگ کبھی مؤمن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس کے خلاف اپنے دلوں میں کسی طرح کی تنگی اور کھٹک محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔'' [جاری ہے]

سالانہ خریدارانِ محدث سے گزارش

سال ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء کا زرسالانہ ختم ہونے پر محدث کے خریداروں کو بذریعہ پوسٹ کارڈ اطلاع دی گئی ہے لیکن بعض خریداران نے ابھی تک تجدید نہیں کروائی۔ ایسے خریدار جنہوں نے دسمبر ۲۰۰۴ء کے بعد زرِتعاون جمع نہیں کرایا، ان سے گزارش ہے کہ وہ جنوری ۲۰۰۶ء تک زرِسالانہ بھیج کر تجدید کروائیں بصورتِ دیگر ان کے نام محدث کی ترسیل بند کردی جائے گی۔ مزید برآں جن خریداران کو دسمبر ۲۰۰۵ء سے مدتِ خریداری ختم ہونے کے پوسٹ کارڈ بھیجے گئے ہیں، وہ بھی پہلی فرصت میں ادائیگی فرمائیں۔ اگر خدانخواستہ آئندہ محدث کی خریداری جاری نہیں رکھنا چاہتے، تب بھی بذریعہ خط یا فون دفتر محدث میں اطلاع کریں۔

(جزاکم اللہ) **محمد اصغر** (مینیجر ماہنامہ 'محدث')

© rasailojaraid.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ